۱۰۵۔ السرخسی،اصول السرخسی ج ا ص ۱۱۸

۱۰۶۔ ایضاً

۱۰۷۔ القرآن،البقرہ ۲: ۱۸۴

۱۰۸۔ البخاری،الجامع الصحیح ج ۲،ص ۲۴۵ کتاب الصوم باب حق الجسم فی الصوم

۱۰۹۔ ایضاً ج ا،ص ۱۶۲ کتاب الصلوۃ باب الرخصۃ فی المطر والعلۃ ان یصلی فی رحلہ

۱۱۰۔ ترمذی،جامع الترمذی ج ا ص ۱۵۱ ابواب الصوم

۱۱۱۔ النسائی،سنن النسائی ج ۴،ص ۲۰۵ کتاب الصیام : باب صوم النبی ﷺ

۱۱۲۔ مجلۃ الاحکام العدلیہ ،مادہ ۲۳

المراجع

ا۔ القرآن الحکیم

۲۔ ابن السلام،عبید القاسم (م ۲۲۴ھ)،کتاب الاموال،مکتبۃ الامیریۃ،سانگلہ ھل ضلع شیخوپورہ۔

۳۔ ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم (م ۹۷۰ھ)،الاشباہ والنظائر مع شرح حموی، ادارۃ القرآن کراچی۔

۴۔ ابوداؤد،سلیمان بن اشعث (م ۲۷۵ھ)،سنن ابی داؤد،داراحیاء التراث العربی،بیروت

۵۔ احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ) مسند احمد،داراحیاء التراث العربی،بیروت

۶۔ البخاری،محمد بن اسماعیل (م ۲۵۶ھ) الجامع الصحیح :،دار الفکر الریاض

۷۔ البغوی ابو محمد الحسین بن مسعود (م ۵۱۶ھ) مشکوۃ المصابیح،ص ۴۰۷ قدیمی کتب خانہ، کراچی،۱۳۶۸ھ

۸۔ الترمذی،محمد بن عیسی (م ۲۷۹ھ) جامع الترمذی مطبع مجتبائی لاہور

۹۔ الجزیری،عبدالرحمٰن المصری (م ۱۳۶۰ھ) کتاب الفقه علی المذاهب الاربعه المکتبه التجاریته الکبری،مصر،۱۹۶۹ء

۱۰۔ الدار قطنی ، علی بن عمر (م ۳۸۵ھ)، سنن دار قطنی ، دار نشر الکتب الاسلامیه،شیش محل روڈ، لاہور۔

۱۱۔ راغب، الحسین محمد محمد الاصفہانی (م ۵۰۲ھ)،مفردات القرآن الکریم،

اہل حدیث اکادمی، کشمیری بازار، لاہور ۱۹۷۱ء
۱۲۔ السرخسی، محمد بن احمد بن ابی سھل (م ۴۹۰ھ) اصول السرخسی، دارالمعارف النعمانیہ جامعۃ المدنیہ، کریم پارک، لاہور، ۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۱ء
۱۳۔ سلیم رستم باز، شرح المجلۃ، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۳۰۵ھ ۱۴۔
۱۴۔ السیوطی، عبدالرحمٰن بن ابی بکر (م ۹۱۱ھ) الاشباہ والنظائر، مجمع اللغۃ العربیہ، دمشق
۱۵۔ الشاطبی، ابواسحاق ابراہیم بن موسیٰ (م ۷۹۰ھ) الموافقات فی اصول الشریعۃ ترجمہ عبدالرحمٰن کیلانی، مرکز تحقیق دیال سنگھ، ٹرسٹ لائبریری، لاہور۔ ۱۹۹۳ء
۱۶۔ شاہ ولی اللہ (۱۱۷۶ھ) حجۃ اللہ البالغہ ترجمہ محمد منظور الوحیدی، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور۔
۱۷۔ عبدالرزاق بن ہمام، ابوبکر الصنعانی (م ۲۱۱ھ) المصنف، المجلس العلمی، بیروت ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء
۱۸۔ الغزالی، ابوحامد محمد بن محمد (م ۵۰۵ھ) المستصفی، منشورات الشریف الرضی، قم، ۱۳۴۴ھ
۱۹۔ الکاسانی، ابوبکر علاؤالدین (م ۵۸۷ھ) بدائع الصنائع اردو ترجمہ ڈاکٹر محمود الحسن عارف، دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، لاہور۔
۲۰۔ المرغینانی، ابوالحسن علی بن ابی بکر (م ۵۹۳ھ) الہدایہ کلام کمپنی، کراچی / مکتبہ شرکہ علمیہ: ملتان۔
۲۱۔ مسلم بن حجاج القشیری (م ۲۶۱ھ) الجامع الصحیح، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ۱۳۶۸ء
۲۲۔ النسائی، احمد بن علی (م ۳۰۳ھ)، سنن النسائی، دارالحدیث، قاھرہ ۱۴۰۷ھ / ۱۹۸۷ء

اسلام میں وکالت کا تصور

(قسط اوّل)

تحریر : محفوظ احمد ایسوسی ایٹ پروفیسر اسلامیات، گورنمنٹ تعلیم الاسلام کالج چناب نگر (ربوہ)

وکالت کا لغوی مفہوم

وکالت کا لفظ۔و۔ک۔ل سے مشتق ہے۔علماء لغت نے اسکے مندرجہ ذیل معانی بیان کیے ہیں۔

۱۔ خلیل بن احمد الفراہیدی (م ۱۷۵ھ) نے وکل کا معنی "التفویض" (۱) کسی کو کوئی امر یا چیز سونپنا "To Delegate" بیان کیا ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے۔
"وکلته الیک اکله کلة ای فوضته " یعنی میں نے اسے تجھے سونپا۔

۲۔ اسماعیل بن حماد جوہری (م ۳۹۳ھ) نے الصحاح میں اس کے معنی " الاعتماد و الوثوق " (۲) کسی پر اعتماد و وثوق کرنا" "Depend upon to entrust" بیان کیا ہے۔ جیسے عربی کے ایک شاعر ابن الی ہیری نے کہا ہے :

لما رایت اننی راعی غنم
وانما وکل علی بعض الخدم
عجز و تعذیر اذا الا مر ازم (۳)

جب میں نے دیکھا کہ میں ریوڑ کا چرواہا ہوں اور بعض اوقات نوکروں پر اعتماد کرنا عاجزی اور دھوکہ دہی ہے۔جب معاملہ قابل تنفیذ ہو۔

اس معنی کے ضمن میں یہ بھی کہا جاتا ہے "ولاتکونن کھلوف وکل" (۴) یعنی تو اپاہج اور دوسروں پر اعتماد کرنے والا نہ بن۔ قرآن مجید میں بھی ارشاد ربانی ہے :

" انی توکلت علی الله "(۵)
بے شک میں نے اللہ تعالیٰ کی ذات پر اعتماد و بھروسہ کیا۔
سعید لبنانی نے بھی وکل کا معنی " اعتمد علیه و وثق به " (٦) تحریر کیا ہے

۳۔ جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور الافریقی (م ۷۱۱ھ)، مجد الدین محمد فیروز آبادی (م ۷۱۸ھ) اور علامہ محمد مرتضیٰ زبیدی (م ۱۲۰۵ھ) نے وکل کا معنی "استسلم علیه "

(۷) یعنی تصرف معاملہ کسی دوسرے کے سپرد کرنا "To Consign" تحریر کیا ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے۔" قداوکلت علی اخیک العمل " (۸) میں نے یہ کام تیرے بھائی کے سپرد کیا۔

۴۔ ابن منظور نے وکیل کا معنی "کفیل" یعنی ضامن (۹) "Guarantor" بھی بتایا ہے

۵۔ ابو بکر محمد بن حسن ازدی ابن درید (م ۳۲۱ھ) اور بطرس بستانی نے اس سے لفظ وکل کا معنی عاجز بھی تحریر کیا ہے۔ کتاب الجمہرہ میں ہے :

" رجل وكل اذاكان يكل امره الى الناس فلا يكفي نفسه " (۱۰)

" رجل وكل " اس شخص کو کہا جاتا ہے جب وہ اپنا کام لوگوں کے سپرد کر دیا اور خود کو اس کام کے لیے کافی نہ سمجھے۔

محیط المحیط میں ہے "الذی یکل امرہ الی غیرہ و یتکل علیہ" (۱۱)

یعنی وہ شخص جو عاجزی کے باعث اپنا معاملہ کسی غیر کے سپرد کر دے اور اس پر بھروسہ کرے۔ چونکہ توکل میں عجز کا اظہار ہوتا ہے اس لیے اس لفظ کو دوسرے پر اعتماد کرنے کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ (۱۲)

وکل کے مادے ہی سے "وکیل" کا لفظ فعیل کے وزن پر مفعول کے معنی میں استعمال ہوتا ہے

" ای موكول اليه الامر " (۱۳)

یعنی وہ شخص جس کے سپرد کام کیا جائے۔

وکیل کا معنی علامہ جوہری نے یہ نقل کیا ہے۔

الوكيل الذى يسعى فى عمل غيره وينوب عنه فيه " (۱۴)

وکیل وہ شخص ہے جو کسی غیر کا کام کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اس معاملے میں اپنے موکل کی نیابت کرتا ہے۔ تاج العروس میں ہے

" الوكيل هو الذى يقوم بامر الا نسان " (۱۵)

یعنی وکیل سے مراد وہ شخص ہے جسے دوسرا انسان کوئی معاملہ سونپتا ہے۔

ابن منظور کے نزدیک وکیل "رب" (۱۶) بمعنی مالک بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے عربی کے ایک معروف شاعر ابو ھیثم نے کہا :

وداخلة غورا و بالغور اخر جت
و بالماء سيقت حين حان دخولها

ثوت فيه حولا مظلما جاريا لها
فسرت به حقا و سر وكيلها (۱۷)

ترجمہ :اونٹی کے بچے نے اونٹی کے رحم میں لوٹ ماری اور پھر وہ پانی کے ساتھ باہر نکلا۔جب اس کے داخل ہونے کا وقت آیا۔اس جگہ اس نے ایک سال مکمل اندھیرے میں گذارا۔بچہ باہر نکلنے پر ماں بھی خوش ہو گئی اور اس کا وکیل (یعنی اس کا مالک) بھی مسرور ہوا۔

وکیل صفت مشبہ ہے اور یہ فاعل اور مفعول دونوں معانی استعمال ہوتا ہے جیسے قرآن مجید میں ہے۔

" والذين اتخذوا من دونه اولياء الله حفيظ عليهم و ما انت عليهم بوكيل " (۱۸)

اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ کے سوا اور دوست بنا رکھے ہیں ان کے حالات سے اللہ تعالی آگاہ ہے اور آپ ان کے ذمہ دار نہیں ہیں۔اس آیت میں لفظ وکیل فاعل کے معنی ہیں استعمال ہوا ہے۔

قرآن مجید کی اس آیت میں "وکیلا" مفعول کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

"لا اله الا هو فاتخذه وكيلا "(۱۹)

اس اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں پس اس کو اپنا کارساز بنا رکھیے۔

وکیل کی جمع وکلاء آتی ہے۔وکیل کو عربی میں "جری" بھی کہتے ہیں۔جیسے سنن ابی داود میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے پاس چند لوگ حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کی "انت سيدنا " (۲۰) آپ ہمارے سردار ہیں تو آپ نے فرمایا سید تو اللہ تعالی ہے پھر انہوں نے کہا آپ ہم میں سب سے افضل ہیں تو آپ نے فرمایا تم جو پہلے کہا کرتے تھے وہ کہو یعنی رسول اللہ یا اس میں سے کہو (۲۱) یعنی نبی اللہ پھر آپ نے فرمایا' ولا يستجر ينكم الشيطان "(۲۲)

اور شیطان تمہیں وکیل نہ کرے۔یعنی ایسا نہ ہو کہ شیطان تمہاری زبان سے ایسے کلمات کہلوا دے جو میری شان کے لائق نہ ہوں بلکہ اللہ تعالی کی شان کے لائق ہوں۔

وکیل کو جری اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ موکل کے کام کے لیے بہت تیز ہوتا ہے اس کی جمع اجریاء آتی ہے۔(۲۳)

وکیل کو عربی میں محامی اور نائب بھی کہا جاتا ہے (۲۴)

حام کا معنی ہے پیاسا ہونا اور اپنے مقصد کو طلب کرنا چونکہ وکیل ایک مقصد کو حاصل کرنے کے لیے کوشاں ہوتا ہے لہذا اسے محامی کہا جاتا ہے۔جدید عربی لغت میں محامی بالخصوص وکیل خصومت کو کہا جاتا ہے۔اور نائب اس لیے کہ نائب کا معنی بھی قائم مقام ہوتا ہے۔وکیل بھی اپنے موکل کا قائم مقام ہوتا ہے۔وکیل کا عربی مفہوم انگریزی میں

Lawyer, Attorney , Advocate , Envoy , Agent , Substitute , Manager , Deputy , Curator, Proxy, Represeniative , LieutenantProtector.

کے الفاظ میں ادا کیا جاتا ہے۔(۲۵)

وکالت کا لفظ بھی اسی مادے سے ہے

ابن سیدہ (م ۴۵۸ھ) کے نزدیک وکالت کی دو قراتیں ہیں۔

اول :ایک قرات بفتح الواؤ ہے یعنی وکالتہ

دوم :دوسری قرات بکسر الوائو ہے یعنی وکالتہ (۲۶)

بقول زبیدی موخر الذکر قرات (وکالتہ) کو جوہری نے شاذ قرار دیا ہے۔(۲۷)

لفظ وکالت کا استعمال دو طرح سے ہوتا ہے۔

اول :لام کے صلہ کے ساتھ جیسے کہا جاتا ہے۔

" توکلت لفلان "میں فلاں کی ذمہ داری میں ہوں۔یا کہا جاتا ہے۔

" وکلته فتوکل لی " میں نے اسے وکیل مقرر کیا اور اس نے میری وکالت قبول کی۔

دوم : علی کے صلہ کے ساتھ (۲۸) جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

'' وعلى الله فليتوكل المومنون " (۲۹) اور مسلمانوں کو (ہر امر میں) اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔

سورۃ طلاق میں ہے۔" ومن يتوكل على الله فهوحسبه " (۳۰)

اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ہے

وکالت کا معنی امام راغب اصفہانی (م ۵۰۲ھ) نے یہ بیان کیا ہے۔

" ان تعتمد على غيرک و تجعله نائبا عنک " (۳۱)

کسی پر اعتماد کر کے اسے اپنا نائب مقرر کرنا وکالت کہلاتا ہے۔

علماء لغت کے علاوہ بعض فقہاء نے بھی وکالت کے معانی بیان کیے ہیں۔

علامہ شمس الدین سرخسی (م ۴۸۳ھ) نے وکالت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرمایا :

" ان الوكالته في اللغة عبارة عن الحفظ " (۳۲) بے شک لفظ وکالت لغت میں حفظ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

امام ابو حامد محمد غزالی (م ۵۰۵ھ) فرماتے ہیں کہ لفظ توکل وکالتہ سے مشتق ہے۔ جس کے معنی دوسرے پر اعتماد کر کے کام سپرد کرنے کے ہیں جس کو کام سپرد کرتے ہیں اسے وکیل کہتے ہیں اور جو کام سپرد کرتا ہے اسے متوکل کہتے ہیں بشرطیکہ وکیل پر اس کے نفس کا اطمینان اور اعتقاد ہو اور اسے

متہم عجز اور قصور کا نہ سمجھتا ہو غرضیکہ توکل صرف وکیل پر دلی اعتماد کو کہتے ہیں۔(۳۳)

علامہ علاؤالدین کاسانی (م ۵۸۷ھ) نے وکالت کا معنی تذکر نقل کیا ہے۔

" الوكالته في اللغة تذكر ويراد بها الحفظ "(۳۴) وکالت لغت میں تذکر کو کہتے ہیں اور اس سے مراد حفاظت ہے۔

بہر حال وکالت کا لفظ عربی لغت میں تفویض' اعتماد وثوق' بھروسہ' عاجزی' سپردگی' نیابت حفاظت اور ذمہ داری کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

لفظ وکالت کا مفہوم انگریزی میں Advocacy Delegation Procuration Power attorney. اور in Agent suit کے الفاظ میں ادا کیا جاتا ہے۔

لفظ وکالت کا قرآن سے مفہوم

وکل کے مادے سے قرآن مجید میں تیرہ مختلف الفاظ ستر مرتبہ استعمال ہوئے ہیں۔

۱۔ وکل (سپرد کیا گیا) ایک بار۔ ماضی مجہول از باب تفعیل (۳۶)

۲۔ وکلنا (ہم نے سپرد کیا) ایک بار۔ جمع متکلم از باب تفعیل (۳۷)

۳۔ توکل (اس نے اعتماد کیا) نوبار۔ ماضی معلوم از باب تفعل (۳۸)

۴۔ توکلوا (انہوں نے بھروسہ کیا) دوبار۔ ماضی معلوم از باب تفعل (۳۹)

۵۔ توکلت (میں نے بھروسہ کیا) سات بار۔ واحد متکلم از باب تفعل (۴۰)

۶۔ توکلنا (ہم نے بھروسہ کیا) چار بار۔ جمع متکلم از باب تفعل (۴۱)

۷۔ یتوکل (وہ بھروسہ کرتا ہے) بارہ بار۔ مضارع معلوم از باب تفعل (۴۲)

۸۔ یتوکلون (وہ بھروسہ کرتے ہیں) پانچ بار۔ جمع مذکر غائب از باب تفعل (۴۳)

۹۔ نتوکل (ہم بھروسہ کرتے ہیں) ایک بار۔ جمع متکلم از باب تفعل (۴۴)

۱۰۔ وکیل (کفیل وضامن) گیارہ بار۔ مصدر از باب تفعل (۴۵)

۱۱۔ وکیلا (کفیل وضامن) تیرہ بار۔ مصدر از باب تفعل (۴۶)

۱۲۔ متوکلون (بھروسہ کرنے والے) تین بار اسم فاعل (۴۷)

۱۳۔ متوکلین (بھروسہ کرنے والے) ایک بار اسم فاعل (۴۸)

قرآن مجید میں وکل سے مشتق یہ الفاظ اپنے لغوی مفہوم کے ساتھ ساتھ ان معانی میں استعمال ہوئے ہیں۔

ا۔مانع (روکنے والا و دفاع کرنے والا)

سورۃ نساء میں ارشاد ہوتا ہے :

"فمن یجادل اللہ عنہم یوم القیمة ام من یکون علیہم وکیلا" (۴۹) پس قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سامنے ان کی طرف سے کون جواب دہی کرے گا یا وہ کون شخص ہو گا جو ان کا کام بنانے والا ہو گا۔

علامہ فخر الدین رازی (م ۶۰۶ھ) نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے :

"من الذی یکون محافظا و محامیا من عذاب اللہ" (۵۰) ان کی حفاظت کرنے والا اور ان کو اللہ کے عذاب سے روکنے والا کون ہے۔

اس آیت میں "وکیلا" کا لفظ مانع اور محافظ کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

۲۔رب : (پالنے والے)

قرآن مجید میں وکیل کا لفظ رب اور مالک کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے سورۃ انعام میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

"وھو علی کل شئی وکیل" (۵۱) اور وہ (اللہ) ہر چیز پر نگہبان ہے۔

مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباسؓ (م ۶۸ھ) نے وکیل کا معنی بیان کرتے ہوئے فرمایا :

"کفیل بارزاقھم" (۵۲) یعنی ان کے رزق کا ضامن اللہ تعالیٰ ہے۔

اس طرح سورۃ مزمل میں ہے۔ "لا الہ الا ھو فاتخذہ وکیلا" (۵۳)

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں پس اسی کو اپنا رب قرار دو۔

اس آیت کے تفسیر کرتے ہوئے حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا :

"فاعبدہ ربا" (۵۴) یعنی اپنے رب کی عبادت کرو۔

مسیطر : (مسلط)

وکیل کا لفظ قرآن مجید میں مسلط کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے

"وما جعلنک علیھم حفیظا و ما انت علیھم بوکیل" (۵۵)

اور ہم نے آپ کو ان پر نگہبان نہیں بنایا اور نہ ہی آپ ان پر (اسلام قبول کرانے کے لیے) مسلط ہیں۔

تفسیر خازن میں یہاں وکیل کا معنی یہ بیان کیا گیا ہے۔

"و ما انت علیھم بمسیطر "(۵۶) یعنی قبولیت اسلام کے لیے آپ ان پر مسلط نہیں کیے گئے۔

سورۃ الزمر میں بھی لفظ وکیل مسلط کے معنی میں اس طرح استعمال کیا گیا۔

" ومن ضل فانما یضل علیھا وماانت علیھم بوکیل "(۵۷)

اور جو گمراہ ہوا وہ خود کو گمراہ کرنے کے لیے گمراہ ہوا اور آپ ان (کفار) کے ذمہ دار نہیں ہیں۔

قاضی بیضاوی نے یہاں وکیل کا معنی یہ کیا ہے کہ آپ کو ہدایت پر جبر کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا۔(۵۸)

۴۔ شہید : (گواہ)

عیسائیوں کو دین میں غلو کرنے کی ممانعت اور عقیدہ تثلیث سے روکنے اور حضرت عیسی علیہ اسلام کی صفات بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

" سبحنه ان یکون له ولد له ما فی السموت وما فی الارض وکفی بالله وکیلا " (۵۹)

اللہ تعالیٰ پاک ہے اس بات سے کہ اس کا کوئی لڑکا ہو۔ اس کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے جو کچھ زمین میں ہے اللہ تعالیٰ گواہ کافی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے یہاں وکیل کا معنی شہید یعنی گواہ بیان کیا ہے۔(۶۰)

اس طرح سورۃ ہود میں فرمان خداوندی ہے۔

" فلعلک تارک بعض مایوحی الیک وضائق به صدرک ان یقولوالولا انزل علیه کنز اوجاء معه ملک انما انت نذیر والله علی کل شئی وکیل " (۶۱)

پس کیا یہ ہو سکتا ہے کہ آپ کی طرف جو وحی کی جاتی ہے اس کا کچھ حصہ چھوڑ دیں اور اس کے ساتھ آپ کا سینہ تنگ ہو جائے۔ اس طرح کفار یہ کہیں گے کہ کیوں نہ اس پر خزانہ اتارا گیا یا کیوں نہ اس کے ساتھ فرشتہ آیا آپ تو صرف ڈرانے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا نگہبان ہے۔

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ محمد بن احمد القرطبی (م ۶۷۱ھ) نے وکیل کا معنی یہ بیان کیا ہے۔

" ای حافظ و شھید "(۶۲) یعنی وہ ہر چیز کا محافظ اور گواہ ہے۔

۵۔ حافظ (محافظ)

سورۃ فرقان کی اس آیت میں لفظ وکیل حافظ کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

" ارایت من اتخذالهه هواه افانت تکون علیه وکیلا " (۶۳)

کیا آپ نے دیکھا اس (احمق) کو جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا بنایا کیا آپ اس کے محافظ (ذمہ دار) ہیں۔

علامہ بیضاوی (م ۷۹۱ھ) فرماتے ہیں کہ یہاں وکیل کا معنی ہے۔

" حففظا تمنعه عن الشرک والمعاصی "(۶۴) یعنی محافظ 'شرک اور گناہ سے روکنے والا۔

سورۃ انعام میں اللہ تعالی فرماتا ہے۔ ش

" وکذب به قومک وهو الحق قل لست علیکم بوکیل "(۶۵)

اور آپ کی قوم نے ہی اسے جھٹلایا حالانکہ یہ حق ہے فرمائیے کہ میں تمہارا محافظ نہیں ہوں۔

علامہ عبداللہ نسفی (م ۷۱۰ھ) نے تفسیر نسفی المعروف تفسیر مدارک میں یہاں وکیل کا معنی "حفیظ" (۶۶) یعنی حفاظت کرنے والا تحریر کیا ہے۔

۶۔ رقیب : (نگہبان)

علامہ محمود بن عمر الزمخشری (م ۵۲۸ھ) نے سورۃ یوسف کی اس آیت میں وکیل کا معنی رقیب یعنی نگہبان بیان کیا ہے۔ (۶۷)

"فلما اتوه موثقهم قال الله علی مانقول وکیل" (۶۸)

پس جب وہ اپنے پاس اپنا پختہ وعدہ لے آئے تو آپ نے فرمایا کہ ہم جو گفتگو کر رہے ہیں اس پر اللہ نگہبان ہے۔

۷۔ کفیل : (ضامن)

قرآن مجید میں وکیل کا لفظ کفیل کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے

" فمن اهتدی فانما یهتدی لنفسه ومن ضل فانما یضل علیها وما انا علیکم بوکیل " (۶۹)

پس جو کوئی شخص ہدایت قبول کرتا ہے وہ اپنے فائدے کے لیے ہدایت قبول کرتا ہے۔ اور جو

گمراہ ہوتا ہے تو وہ اپنی تباہی کے لیے گمراہ ہوتا ہے اور آپ ان پر (ایمان قبول کرنے کے لیے) کفیل یعنی ضامن نہیں ہیں۔

صاحب تفسیر ابن عباسؓ اور علامہ امین الدین شافعی (م ۸۹۴ھ) نے یہاں وکیل کا معنی کفیل بیان کیا ہے۔(۷۰)

۸۔ محامی : (بچانے والا)

سورۃ بنی اسرائیل میں لفظ محامی کے معنی میں اس طرح استعمال ہوا ہے۔

" افامنتم ان یخسف بکم جانت البر اویر سل علیکم حاصبا ثم لا تجدوا لکم وکیلا " (۷۱)

کیا تم اس سے بے خوف ہوگئے ہو کہ اللہ تعالی تمہارے ساتھ خشکی کے کنارے کو دھنسا دے یا تم پر اولے برسانے والا بھیج دے پھر تم اس وقت کوئی بچانے والا نہ پاؤ گے۔

علامہ سید امین الدین نے یہاں وکیلا کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

" یحمیکم من العذاب" (۷۲) یعنی (قیامت کے دن) عذاب سے بچانے والا کون ہوگا

۹۔ متصرف : (مالک)

سورۃ الزمر میں ارشاد باری تعالی ہے۔" اللہ خالق کل شئی و ھو علی کل شئی وکیل "(۷۳)

اللہ تعالی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز کا مالک ہے۔

اس آیت میں لفظ وکیل کا معنی علامہ امین الدین نے لکھا ہے :فھو المتصرف فیه" (۷۴) یعنی وہ ہر چیز میں ملکیت رکھنے والا ہے۔

۱۰۔ ارسال : (بھیجنا)

قرآن مجید میں وکالت ہی کے مادہ سے لفظ "وکل" ارسل کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

سورۃ السجدہ میں ہے۔

" قل یتوفکم ملک الموت الذی وکل بکم ثم الی ربکم ترجعون" (۷۵)

فرما دیجئے تمہاری روح وہ موت کا فرشتہ قبض کرے گا جو تم پر مقرر کر دیا گیا ہے پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔(۷۶)

۱۱۔ اعتماد و ثوق

قرآن مجید میں وکل کے مادہ سے یتوکل کا لفظ اپنے حقیقی معنی میں بھی استعمال کیا گیا ہے۔ سورۃ الطلاق میں ہے۔

" ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ " (۷۷) اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر اعتماد بھروسہ کرتا ہے تو اس کے لئے وہ کافی ہے۔

اس آیت میں لفظ توکل اعتماد اور وثوق کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ (۷۸)

۱۲۔ تفویض و تسلیم

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔"وسع ربنا کل شئی علما علی اللہ توکلنا" (۷۹) ہمارا رب اپنے علم سے ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ ہم نے صرف اللہ کو ہی اپنے امور سونپے ہیں۔

ان آیات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں وکل کے مادے سے مشتق مختلف الفاظ مانع' پالنے والا مسلط 'گواہ' محافظ 'نگہبان' ضامن 'بچانے والا' مالک' بھیجنا' اعتماد و ثوق اور تفویض و تسلیم کے معانی میں استعمال ہوئے ہیں۔

لفظ وکالت کا حدیث سے مفہوم

قرآن مجید کے علاوہ رسول اکرم ﷺ کی احادیث میں بھی لفظ' وکالت' وکیل اور اس مادے کے دیگر الفاظ بکثرت استعمال ہوئے ہیں۔ امام بخاری (م ۲۵۶ھ)' امام ابو داود (م ۲۷۵ھ)' امام دار قطنی (م ۳۸۵ھ) امام بیہقی (م ۵۱۸ھ)' امام بغوی (م ۵۱۶ھ) اور مولانا ظفر احمد تھانوی (م ۱۳۲۹ھ) نے اپنے اپنے مجموعہ حدیث میں وکالت کے ابواب قائم کیے ہیں۔

کتب حدیث میں وکل سے مشتق الفاظ ان معانی میں استعمال ہوئے ہیں :

۱۔ تفویض : (سونپنا)

صحیح بخاری میں رسول اکرم ﷺ کی یہ دعا منقول ہے۔

" اللھم لک اسلمت و بک امنت و علیک توکلت والیک انبت " (۸۰) اے اللہ میں تیرے لیے اسلام لایا' تجھ پر ایمان لایا اور اپنا کام تجھے تفویض کیا اور تیری ہی طرف رجوع کیا۔

علامہ بدرالدین عینی (م۸۵۵ھ) نے عمدۃ القاری میں" توکلت"کا معنی " فوضت امری الیک" (۸۱)یعنی میں نے اپنا معاملہ تجھے سونپا' تحریر کیا ہے۔

علامہ شہاب الدین احمد قسطلانی(م ۹۲۳ھ)نے بھی یہی ترجمہ کیا ہے۔(۸۲)

۲۔استسلام :(سپرد کرنا)

رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ میں وکل کا لفظ سپرد کرنے کے معنی میں بھی استعمال ہوا۔ چنانچہ جامع ترمذی میں حضرت ابو ھریرہؓ سے روایت ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز جہنم کے لیے دیکھنے کو دو آنکھیں' سننے کو دو کان اور بولنے کے لیے ایک زبان ہوگی اور یہ کہے گی۔

" انی وکلت بثلاثة لکل جبارعنیدو بکل من دعامع الله الھاآخرو بالمصورین " (۸۳)

میں تین اشخاص کے سپرد کی گئی ہوں اول ہر جبار و سرکش کے لیے' دوم۔ ہر وہ شخص جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی معبود کا پکارا"۔ سوم مصوروں کے لیے۔

تحفہ الاحوذی میں"وکلت"کا مفہوم یہ بیان کیا گیا ہے۔

" ای وکلنی الله بان ادخل ھولاء الثلثة النار واعذبھم " (۸۴)

یعنی اللہ تعالیٰ نے ان تینوں (جابر'مشرک اور مصور) کو مجھے سپرد کیا ہے تاکہ انہیں جہنم میں داخل کردوں اور انہیں عذاب دوں۔

اسی طرح ایک اور روایت میں ہے جس میں حضرت فضل بن عباسؓ اور حضرت عبدالمطلب بن ربیعہؓ نے خود کو حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں بطور عامل زکاۃ مقرر کرنے کی پیش کش کی۔

" فاخذ باذنی واذن الفضل ثم قال اخرجا ماتصرران ثم دخل فاذن لی وللفضل فد خلنا فتواکلنا الکلام " (۸۵)

یعنی آپ نے میرا اور فضل کا (پیار سے) کان پکڑا اس کے بعد فرمایا جو تمہارے دل میں ہے کہو اس کے بعد آپ گھر تشریف لے گئے اور ہمیں اندر آنے کی اجازت دی۔ ہم اندر آگئے اور ہم میں سے ہر ایک نے دوسرے کو کہنے کے لیے کہا۔

اس حدیث میں مذکور لفظ" تواکلنا"کا معنی علامہ زمخشری (م۵۲۸ھ) اور علامہ ابن اثیر (م ۶۰۶ھ) نے یہ بیان کیا ہے۔

"ان یکل کل واحد امرہ الی صاحبه ویتکل علیه فیه " (۸۶)

یعنی ایک آدمی کا اپنا معاملہ اپنے ساتھی کے سپرد کرنا" تو اکلا '' کہلاتا ہے۔

۳۔ کفالت :(ضمانت)

احادیث رسول ﷺ میں وکل کا لفظ کفالت اور ضمانت کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے۔
سنن ابی داود کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا :

" فان الله توكل لى بالشام واهله " (۸۷) پس بے شک اللہ تعالیٰ نے ملک شام اور شہریان شام کو میری ذمہ داری میں کر دیا۔

صاحب عون المعبود نے یہاں توکل کا معنیٰ" تكفل وتضمن "بیان کیا ہے۔(۸۸)
صحیح بخاری میں بھی ایک روایت ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا۔

" توكل الله للمجاهد فى سبيله بان يتوفاه ان يد خله الجنة اوير جعه سالمامع اجر و غنيمة " (۸۹)

اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں جہاد کرنے والے کی یہ ذمہ داری لی ہے کہ اگر اسے موت دے گا تو وہ اسے جنت میں داخل کرے گا یا اسے ثواب اور مال غنیمت کے ساتھ زندہ لوٹائے گا۔

یہاں پر بھی " توكل الله " کا معنیٰ امام قسطلانی نے " تكفل الله " کیا ہے۔(۹۰)
یعنی مجاہد کی کفالت اللہ تعالیٰ کرتا ہے۔

۴۔ تقرر :(ارسال کرنا و مقرر کرنا)

صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔

" ان الله تبارك و تعالى وكل بالرحم ملكا يقول يارب نطفة يارب علقة "(۹۱)
بے شک اللہ تعالیٰ نے عورت کے رحم پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہے جو کہتا ہے۔اے میرے پروردگار یہ نطفہ ہے اے میرے پروردگار اب یہ جما ہوا خون ہو گیا۔

اس حدیث میں مذکور لفظ " وكل " کے متعلق علامہ عینی (م ۸۵۵ھ) فرماتے ہیں۔

" ان بعثه اليه عند و قوع النطفة فى الرحم" (۹۲)
شکم مادر میں جب نطفہ قرار پاتا ہے تو اس کی طرف اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ رحم میں بھیجتا ہے۔

۵۔ وکیل :(نائب)

حضور ﷺ نے بعض احادیث میں لفظ وکیل " نائب " کے معنی میں بھی استعمال فرمایا ہے۔
سنن ابی دواؤ میں ایک روایت ہے جس میں آپ ﷺ نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے یہ الفاظ اس وقت فرمائے جب آپ خیبر جانے کے لیے تیار تھے۔

" اذااتيت وكيلى فخذ منه خمسة عشر و سقا " (۹۳)

جب تم میرے وکیل (نائب) کے پاس پہنچو تو اس سے پندرہ وسق (۹۴) کھجوریں لے لینا۔ بہر حال احادیث رسول اللہ ﷺ میں وکل سے بننے والے الفاظ تفویض، سپرد کرنا، ضمانت، ارسال کرنا، مقرر کرنا اور نائب کے معانی میں استعمال ہوئے ہیں۔

وکالت کا اصطلاحی مفہوم

اگرچہ وکالت کا لغوی مفہوم اپنے اصطلاحی مفہوم سے ملتا جلتا ہے لیکن پھر بھی فقہاء کرام نے کتب فقہ اور دیگر کتب میں وکالت کا اصطلاحی مفہوم بیان کیا ہے۔ چند فقہاء کے بیان کردہ وکیل اور وکالت کے اصطلاحی مفہوم یہ ہیں۔

۱۔ علامہ شمس الدین سرخسی (م ۴۸۳ھ) نے وکالت کا اصطلاحی مفہوم یہ بیان کیا ہے

" التوكيل تفويض التصرف الى الغيروتسليم المال اليه ليتصرف فيه" (۹۵)

کسی کو کسی امر کا تصرف یا اختیار سونپنا اور اسے لیے مال سپرد کرنا تاکہ وہ اس میں اختیارات استعمال کرے وکالت کہلاتا ہے۔

۲۔ علامہ ابو بکر کاسانی (م ۵۸۷ھ) نے بدائع الصنائع میں یہ تعریف بیان کی ہے۔

" وهو تفويض التصرف والحفظ الى الوكيل " (۹۶)

وکیل کو اختیار اور حفاظت سونپنا وکالت شرعی کہلاتا ہے۔

۳۔ امام فخر الدین رازی (م ۶۰۶ھ) نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے۔

" الوكيل هوالذى وكل اليه الا مرفى الحفظ والحماية " (۹۷)

وکیل سے مراد وہ شخص ہے جس کو حفاظت و حمایت کے لیے کوئی کام سپرد کیا جائے۔

۴۔ سید شریف علی بن محمد جرجانی (م ۸۱۶ھ) نے لکھا ہے۔

" الوكيل هوالذى يتصرف لغيره لعجز موكله " (۹۸)

وکیل سے مراد وہ شخص ہے جو موکل کی عاجزی کے باعث اس کے اختیار استعمال کرتا ہے۔

۵۔ علامہ کمال الدین محمد ابن ہمام (م ۸۶۱ھ) اور علامہ ابن نجیم (م ۹۷۰ھ) کے نزدیک وکالت یہ ہے۔

" اقامة الانسان غيره مقامه " (۹۹) في تصرف معلوم " (۱۰۰)

کسی انسان کا دوسرے شخص کو معلوم مقصد کے لیے اپنا قائم مقام مقرر کرنا۔

۶۔ حنبلی فقیہ امام شرف الدین ابو النجا موسی الحجاوی المقدسی (م ۹۶۸ھ) نے وکالت کے بارے میں لکھا ہے۔

" وهي استنا بة جائز التصرف مثله فيما تدخله النيانة "(۱۰۱)
ایک شخص جسے کسی کام کا انجام دنیا جائز ہو وہ ایک دوسرے شخص کو جسے وہی کام کرنا جائز ہو اپنا نائب بنائے اور اس کام میں نائب بنانے کی گنجائش ہو۔

۷۔ شافعی فقیہ شیخ محمد الخطیب الشربینی (م ۹۷۷ھ) نے مغنی المحتاج میں وکالت کی یہ تعریف نقل کی ہے۔

" تفویض شخص ماله ' فعله ممایقبل النیابة الی غیره لیفعله فی حیاته "(۱۰۲)
کسی شخص کو اپنا مال اور قابل نیابت فعل سپرد کرنا تاکہ وہ اس کی زندگی میں اس کی مرضی کے مطابق اسے انجام دے۔

۸۔ علامہ شمس الدین محمد بن ابو العباس احمد بن حمزہ الشافعی (م ۱۰۰۴ھ) جنہیں شافعی صغیر بھی کہا جاتا ہے نے وکالت کے متعلق لکھا ہے۔

" تفویض شخص لغیره مایفعله عنه حال حیاته مماتقبل النیابة " (۱۰۳)
ایک شخص کا دوسرے شخص کو قابل نیابت فعل سپرد کرنا تاکہ وہ اس زندگی میں یہ اسے انجام دے۔

۹۔ علامہ علاؤالدین حنفی (م ۱۰۸۸) نے چند شرائط کے ساتھ وکالت کی یہ تعریف کی ہے

اقامة الغیرمقام نفسه ترفهااوعجزافی تصرف جائزمعلوم"(۱۰٤)
غیر شخص کا جائز اور معلوم مقصد کے لیے وکیل مقرر کرنا خواہ آسائش کی بنا پر ہو یا عاجزی کر بنا پر وکالت کہلاتا ہے۔

۱۰۔ محمد اعلی تھانوی (م ۱۱۹۱ھ) نے معلوم تصرف کے ساتھ شرعی ہونے کی شرط بھی عائد کی ہے۔

" اقامة احد غیره مقام نفسه فی تصرف شرعی معلوم " (۱۰۵)
کسی انسان کا دوسرے انسان کو شرعی اور واضح تصرف میں اپنا نائب بنانا وکالت کہلاتا ہے۔

۱۱۔ علامہ محمد بن شوکانی (م ۱۲۵۰ھ) کے نزدیک وکالت کی تعریف یہ ہے۔

" اقامة الشخص غیره مقام نفسه مطلقا ا مقیدًا " (۱۰٦)
کسی شخص کو اپنی جگہ عام طور پر خاص طور پر قائم مقام بنانا وکالت کہلاتا ہے۔

۱۲۔ جدید مفکر ابراہیم انیس کے نزدیک وکالت یہ ہے۔

" ان یعهد الی غیره ان یعمل له عملا " (۱۰۷)
کسی دوسرے سے اس طرح معاہدہ کرنا کہ وہ اس کے لیے کام کرے گا وکالت کہلاتا ہے۔

۱۳۔ عبدالرزاق احمد السنہوری نے بھی وکالت کی جدید انداز میں یہ تعریف کی ہے۔

" الوكالة عقد بمقتضاه يلتزم الوكيل بان يقوم بعمل قانوني لحساب

الموکل "(۱۰۸)
وکالت وہ معاہدہ ہے جسے موکل کے حساب کے مطابق قانونی طریقے سے وکیل کو پورا کرنا ضروری ہو۔

۱۴۔ علامہ عبدالرحمٰن الجزیری (م۱۹۴۱ء) نے مالکیوں کے نزدیک وکالت کی یہ تعریف بیان کی ہے۔

" الوکالة هی ان ینیب (یقیم) شخص غیره فی حق له یتصرف فیه کتصرف بدون ان یقید الانابة مما بعد الموت"(۱۰۹)

ایک شخص کا دوسرے شخص کو اپنا حق استعمال کرنے کے بارے میں اپنا نائب یا قائم مقام بنانا اور اس میں اس دوسرے شخص کا حق تصرف اس شخص کے حق تصرف کے برابر ہونا لیکن یہ قائم مقامی ایسے امور کی بابت نہ ہو جن کا تعلق اس کی وفات کے بعد سے ہو۔

۱۵۔ ڈاکٹر وھبہ الزحیلی نے فقہاء احناف کی تعریفات کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔

" هی اقامة الشخص غیر ه مقام نفسه فی تصرف جائز معلوم اوهی تفویض التصرف والحفظ الی الوکیل"(۱۱۰)

کسی شخص کا دوسرے شخص کو جائز اور معلوم مقصد کے لیے' حفاظت اور اختیار سونپنے کے لیے اپنا قائم مقام قرار دینا وکالت ہے۔

اسی مصنف نے مالکی' شافعی' اور حنبلی فقہی مذاہب کی کتب میں موجود وکالت کی تعریفوں کا خلاصہ ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

" هو تفویض شخص ماله فعله مایقبل النیابة الی غیره لیفعله فی حیاته و ضابط ماتقبل النیابة " (۱۱۱)

کسی شخص کو جو کسی کی نیابت کو قبول کرے اپنا قابل نیابت مال یا معاملہ سپرد کرنا تاکہ وہ اس کی زندگی میں اس کی رضامندی کے مطابق کام کرے وکالت کہلاتا ہے۔

ان تمام تعریفات کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام میں وکالت سے مراد وہ معاہدہ ہے جس میں ایک اہل شخص دوسرے اہل شخص کو یا ایک اہل فریق دوسرے اہل فریق کو حفاظت و اختیار سونپنے کے لیے معلوم' جائز اور قابل نیابت امر کو اپنی عاجزی یا آسائش کے پیش نظر عمومی یا خصوصی طور پر اپنی زندگی میں قائم مقام قرار دیتا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ الفراہیدی، کتاب العین، تحقیق، دکتور مہدی المخزومی، منشورات، دار الہجرۃ، قم، ایران، ۱۴۰۵ھ، ۵/ ۴۰۵۔

۲۔ جوہری، الصحاح، (بذیل مادہ وکل) المطبعہ المصریہ، مصر، ۱۹۷۹ء، ۵/ ۱۸۴۴، احمد رضا شیخ، معجم متن اللغۃ دار مکتبۃ الحیاۃ، بیروت، ۱۹۶۰ء، ۵/ ۸۰۹۔

۳۔ ابن منظور، لسان العرب، دار صادر، بیروت، ۱۴۰۰ھ، ۱۱/ ۷۳۴۔

۴۔ ایضاً۔

۵۔ سورۃ ہود، ۱۱/ ۵۶۔

۶۔ سعید لبنانی، اقرب المورد، منشورات مکتبہ آیت اللہ عظمی، قم، ایران، ۱۴۰۳ھ، ۲/ ۱۴۸۲۔

۷۔ لسان العرب، ۱۱/ ۷۳۴۔
مجد الدین فیروز آبادی، القاموس المحیط، دار المامون، مصر، (ت۔ن)، ۴/ ۶۶۔
مرتضی زبیدی، تاج العروس، المطبعۃ الخیریۃ، مصر، ۱۳۰۶ھ، ۸/ ۱۵۹۔

۸۔ تاج العروس، ۸/ ۱۵۹۔

۹۔ لسان العرب، ۱۱/ ۷۳۴

۱۰۔ ابن درید، کتاب جمہرۃ اللغۃ، مکتبہ المثنی بغداد، (ت۔ن)، ص، ۳/ ۱۷۰۔

۱۱۔ بطرس بستانی، محیط المحیط، مکتبہ لبنان، بیروت، ۱۹۷۷ء، ص ۹۸۴۔

۱۲۔ الصحاح، ۵/ ۱۸۴۵۔

۱۳۔ تاج العروس، ۸/ ۱۵۹۔

۱۴۔ ابراہیم انیس ودیگر، المعجم الوسیط، دار الفکر، بیروت، (ت۔ن)، ۲/ ۱۰۵۵۔

۱۵۔ تاج العروس، ۸/ ۱۵۹۔

۱۶۔ لسان العرب، ۱۱/ ۷۳۴۔

۱۷۔ ایضاً۔

۱۸۔ سورۃ الشوری، ۴۲/ ۶۔

۱۹۔ سورۃ المزمل ' ۷۳/ ۹۔

۲۰۔ سید سیادۃ سے ہے جس کے معنی سرداری کے آتے ہیں حقیقت میں تو تمام جہانوں کا سردار اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن مجازاً غیر اللہ کو بھی سید کہا جا سکتا ہے جیسے حضور اکرم ﷺ نے خود اپنے متعلق فرمایا: "انا سید ولد آدم" (میں اولاد آدم کا سردار ہوں) (امام احمد 'مسند' دار صادر 'بیروت' (ت۔ن) '۲/ ۵۴۰)

ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے حضرت سعد بن معاذؓ کے متعلق فرمایا:

"قوموا الی سیدکم" اپنے سردار کے احترام میں کھڑے ہوا کرو۔

(بخاری 'الجامع الصحیح 'کتاب الجہاد باب اذا نزل العدو علی حکم رجل "نور محمد ' کراچی' ۱۹۴۸ء' ۱/ ۴۲۷)

۲۱۔ آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کو اپنے متعلق سید کہنے سے اس لیے منع فرمایا کہ وہ لوگ نئے نئے مسلمان ہوئے تھے ایسا نہ ہو کہ وہ آپ کی سیادت کو اللہ تعالیٰ کی سیادت (سرداری) کے مفہوم میں تبدیل کر دیں (منذری 'مختصر 'سنن ابی داود 'مکتبہ اثریہ 'سانگلہ ہل ' ۱۹۷۹ء' ۷/ ۱۷۶) شمس الحق عظیم آبادی 'عون المعبود شرح ابی داود 'المکتبہ السلفیہ 'دارا لفکر 'بیروت' ۱۹۷۹ء' ۱۳/ ۱۰۶۱۔

۲۲۔ ابوداود 'سنن (کتاب الادب 'باب کراھیۃ التمادح) ولی محمد 'کراچی' ۱۳۶۹ھ' ۲/ ۶۶۲۔ مسند امام احمد میں" ولا یستھوینکم اور ولا یستجر ئنکم" کے الفاظ ہیں' ۴/ ۲۴۱

۲۳۔ شیخ نجم الدین نسفی ' طلبتہ الطلبتہ فی الا صطلاحات الفقہیہ 'دارالقلم 'بیروت' ۱۹۸۶ء' ص ۲۸۳۔

۲۴۔ خلیل الرحمٰن نعمانی و دیگر 'المنجم 'دارالاشاعت 'کراچی' ۱۹۷۴ء' ص ۶۵۷

۲۵۔ رواس قلعہ جی و دیگر 'معجم لغۃ الفقہاء 'ادارہ القرآن والعلوم الاسلامیہ 'کراچی ۱۴۰۴ھ' ص ۵۰۹۔

F. Stiengass , Arabic English Dictionary, Lahore,Sang Meel publication , 1979.p.1230

۲۶۔ ابن سیدہ 'المحکم والمحیط الاعظم المکتبہ تجاریہ 'مکہ مکرمہ' ۱۹۵۹ء' ۷/ ۱۰۷۔

۲۷۔ تاج العروس' ۸/ ۱۵۹۔

۲۸۔ راغب اصفہانی 'المفردات 'نور محمد 'کراچی' (ت۔ن) ' ص ۵۳۱۔

۲۹۔ سورۃ المجادلۃ' ۵۸/ ۱۰' سورۃ التغابن' ۶۴/ ۱۳

۳۰۔ سورۃ الطلاق' ۶۵/ ۳۔

۳۱۔ المفردات، ص ۵۳۱۔
۳۲۔ سرخسی المبسوط، دارالمعرفۃ بیروت، (ت۔ن)، ۱۹/۲۔
۳۳۔ غزالی، احیاء علوم الدین (کتاب التوحید والتوکل، فصل دوم) مطبعہ العامرہ الشریفہ، مصر، ۱۳۲۶ھ، ۴/۲۵۹
۳۴۔ کاسانی، بدائع الصنائع، سعید کمپنی، کراچی، ۱۹۸۶ھ، ۶/۱۹۔
۳۵۔ رواس قلعہ جی، معجم الغتہ الفقہاء، ص ۵۰۹
۳۶۔ سورۃ السجدہ، ۳۲/۱۱
۳۷۔ سورۃ الانعام، ۶/۹۰۔
۳۸۔ سورۃ آل عمرآن، ۳/۱۵۹، سورۃ النساء، ۴/۸۱، سورۃ الانفال، ۸/۶۱، سورۃ ہود، ۱۱/۱۲۳، سورۃ الفرقان، ۲۵/۵۸، سورۃ الشعراء، ۲۶/۲۱۷، سورۃ النمل، ۲۷/۷۹، سورۃ الاحزاب، ۳۳/۳، ۴۸۔
۳۹۔ سورۃ المائدہ، ۵/۲۳، سورۃ یونس، ۱۰/۸۴
۴۰۔ سورۃ التوبہ، ۹/۱۲۹، سورۃ یونس، ۱۰/۷۱ سورۃ ہود، ۱۱/۵۶، ۸۸، سورۃ یوسف، ۱۲/۶۷، سورۃ الرعد، ۱۳/۳۰، سورۃ الشوری، ۴۲/۱۰۔
۴۱۔ سورۃ الاعراف، ۷/۸۹، سورۃ یونس، ۱۰/۸۵، سورۃ الممتحنۃ ۶۰/۴، سورۃ الملک، ۶۷/۲۹۔
۴۲۔ سورۃ آل عمران، ۳/۱۲۲، ۱۶۰۔ سورۃ المائدہ، ۵/۱۱ سورۃ الانفال، ۸/۴۹، سورۃ التوبہ، ۹/۵۱، سورۃ یوسف، ۱۲/۶۷، سورۃ ابراہیم، ۱۴/۱۱، ۱۲، سورۃ الزمر، ۳۹/۳۸، سورہ المجادلۃ، ۵۸/۱۰، سورۃ التغابن، ۲۶/۱۳، سورۃ الطلاق، ۶۵/۳۔
۴۳۔ سورۃ الانفال، ۸/۲، سورۃ النحل، ۱۶/۴۲، ۹۹، سورۃ العنکبوت، ۲۹/۵۹، سورۃ الشوری، ۴۲/۳۶۔
۴۴۔ سورۃ ابراہیم، ۱۴/۱۲۔
۴۵۔ سورۃ آل عمران، ۳/۱۷۳، سورۃ الانعام، ۶/۶۶، ۱۰۳، ۱۰۷، سورۃ یونس، ۱۰/۱۰۸، سورۃ ہود، ۱۱/۱۲، سورۃ یوسف، ۱۲/۶۶، سورۃ القصص ۲۸/۲۸، سورۃ الزمر، ۳۹/۴۱، ۶۲، سورۃ الشوری، ۴۲/۶۔
۴۶۔ سورۃ النساء، ۴/۸۱، ۱۰۹، ۱۳۲، ۱۷۱، سورۃ بنی اسرائیل، ۱۷/۲، ۵۴، ۶۵، ۶۸، ۸۶، سورۃ الفرقان، ۲۵/۴۳، سورۃ الاحزاب ۳۳/۳، ۴۸، سورۃ المزمل، ۷۳/۹۔
۴۷۔ سورۃ یوسف، ۱۲/۶۷، سورۃ ابراہیم، ۱۴/۱۲، سورۃ الزمر، ۳۹/۳۸۔

۴۸۔ سورۃ آل عمران‘۳/ ۱۵۹۔

۴۹۔ سورۃالنساء‘۴/ ۱۰۹۔

۵۰۔ فخر الدین رازی التفسیر الکبیر‘دارالکتب علمیہ‘ طہران‘(ت ن)‘۱۱/ ۷ ۳۔

۵۱۔ سورۃالانعام‘۶/ ۱۰۳۔

۵۲۔ احمد بن یعقوب فیروز آبادی‘تنویر المقیاس‘فاروقی کتب خانہ‘ملتان‘(ت۔ن)‘ص ۹۲۔

۵۳۔ سورۃالمزمل‘۷۳/ ۹۔

۵۴۔ فیروز آبادی‘تنویر المقیاس‘ص ۷۱ ۳۔

۵۵۔ سورۃالانعام‘۶/ ۷ ۱۰

۵۶۔ علی بن محمد خازن‘تفسیر خازن‘دار المعرفۃ‘بیروت‘(ت۔ن)‘۲/ ۳ ۴۳۔

۵۷۔ سورۃالزمر‘۳۹/ ۴۱۔

۵۸۔ قاضی بیضاوی‘انوار التنزیل‘مصطفیٰ البابی حلبی‘مصر‘۱۹۵۵ء‘۲/ ۳ ۷ ۱۔

۵۹۔ سورۃالنساء‘۴/ ۱۷۱۔

۶۰۔ فیروز آبادی‘تنویر المقیاس‘ص ۶۹۔

۶۱۔ سورۃ ہود‘۱۱/ ۱۲۔

۶۲۔ امام قرطبی‘الجامع لاحکام القرآن‘دار الکاتب العربیہ للطباعۃ والنشر‘تہران‘
۱۹۶۷ء‘ ۹/ ۱۲۔

۶۳۔ سورۃالفرقان‘۲۵/ ۴۳۔

۶۴۔ قاضی بیضاوی‘انوار التنزیل‘۲/ ۷۲۔

۶۵۔ سورۃالانعام‘۶/ ۶۶۔

۶۶۔ عبداللہ نسفی‘تفسیر (مدارک) دار الکتاب العربی‘بیروت‘(ت۔ن)‘۲/ ۷ ۱۔

۶۷۔ زمخشری‘تفسیر الکشاف‘دار الکتاب العربی‘بیروت‘(ت۔ن)‘۲/ ۷ ۸ ۴۔

۶۸۔ سورۃ یوسف‘۱۲/ ۶۶۔

۶۹۔ سورۃ یونس‘۱۰/ ۱۰۸۔

۷۰۔ فیروز آبادی‘تفسیر ابن عباس‘ص ۷ ۱۳۔ امین الدین محمد شافعی‘جامع البیان‘دار نشر الکتب الاسلامیہ‘گوجرانوالہ‘۱۹۷۶ء‘۱/ ۳۰۹۔

۷۱۔ سورہ بنی اسرائیل‘۱۷/ ۶۸۔

۷۲۔ امین الدین شافعی‘تفسیر جامع البیان‘۱/ ۳۰۴۔